ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵
رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ تین پیسے
قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ے
ششماہی للعہ
سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ | مورخہ ۴ جون ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ | نمبر ۱۳۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں۔ جناب حافظ روشن علی صاحب جلسہ لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ جناب مولوی نیر صاحب بھی آگئے ہیں۔ ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور میاں عبد اللہ صاحب وزیر آباد سے۔ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب راولپنڈی سے۔ میاں غلام محمد صاحب بیگو وال سیالکوٹ سے ملک مولا بخش صاحب حصار سے۔ جناب شیخ حسن صاحب۔ محمد یعقوب صاحب۔ پیر محمد صاحب۔ شیخ امام صاحب۔ غلام رسول صاحب۔ عبد اللطیف صاحب۔ محمد خواجہ صاحب یادگیر ریاست حیدر آباد سے تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا تازہ اعلان

چندۂ خاص کی میعاد ۳۰ جون تک بڑھائی جاتی ہے

اعلان متعلق چندہ خاص

برادران جماعت احمدیہ۔ السلام علیکم۔ چونکہ تحریک چندہ خاص ایسے وقت میں شائع ہوئی تھی۔ کہ اس کے عام طور پر شائع ہونے سے پہلے ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا تھا اور اس ماہ میں دوست چندہ میں حصہ نہیں لے سکتے تھے اور چونکہ درمیان میں رمضان آگیا۔ جس کی وجہ سے اس مہینہ میں اکثر دوست چندہ میں بوجہ اخراجات کی زیادتی کے حصہ حسب دلخواہ نہیں لے سکے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چندۂ خاص کی میعاد تیس جون تک بڑھائی جاتی ہے ہندوستان سے باہر کے دوستوں کے لئے یہ میعاد اکتیس جولائی تک بڑھائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کو ایک ماہ تک تحریک پہنچتی ہے۔ اور یہ اعلان بھی ان کو دیر سے پہنچے گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس عرصہ میں دوست کوشش سے اپنے فرض کو ادا کرینگے

جماعت ہائے احمدیہ کے لئے مزید جدوجہد کا موقع ہے۔ کہ چندہ خاص کے تمام بقائے صاف ہو جائیں۔ اب کمی وقت کی شکایت نہیں رہے گی۔ زمیندار احباب کیلئے بھی کافی موقع ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ خاص بھیجدیں۔

میں اس بات کے اعلان سے نہیں رک سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت تک ایک لاکھ سے زیادہ رقم کے وعدے ہو چکے ہیں ؛

خاکسار مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے یہ محسوس فرما کر کہ احباب کو پورا وقت تحریک ایک لاکھ کے پورا کرنے کے لئے نہیں ملا ہے۔ خاص مہربانی سے ایک ماہ کی میعاد اور بڑھا دی ہے۔ اصل میں تحریک ایک لاکھ نصف فروری کے بعد قادیان سے روانہ ہوئی تھی۔ ہندوستان و برہما و سیلون کی مختلف جماعتوں میں یہ تحریک ایک ہفتہ بلکہ بعض جگہوں میں دس دنوں میں پہونچی ہوگی۔ جس کے پہونچنے پر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ نے اپنی اپنی جماعت کے افراد کو اس تحریک کے پہونچانے میں بھی ہفتہ دس دن ضرور لگائے ہونگے کیونکہ بعض مقامات میں دوست ہفتہ وار جمع ہوتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر احباب کے دور دور رہنے کے باعث خط وکتابت کے ذریعہ اطلاعات پہونچائی جاتی ہیں۔ غرض تمام افراد جماعت میں تحریک پہونچانے کے لئے کم از کم پندرہ بیس روز لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح رقم جمع کرنے اور قادیان پہونچانے میں بھی پندرہ بیس دن لگتے ہیں۔ پس کل وقت جو تحریک لوگوں تک پہونچنے میں اور چندہ کی رقم قادیان پہونچنے میں لگتا ہے۔ وہ ایک ماہ سے ڈیڑھ ماہ تک ہے۔ اگر اس مدت کو اصل میعاد کے حساب میں شمار کیا جائے۔ تو میعاد ۳۰ر جون ۱۹۲۵ء تک پوری ہوتی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اپنے مخلص خدام کے لئے پوری میعاد دینے کے لئے یہ اعلان فرمایا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ بعض احباب کو پہلے اطلاع ہو گئی ہوگی۔ اور ان کو اس توسیع میعاد کی ضرورت نہ تھی۔ مگر جن کو یہ تحریک دیر سے پہونچی۔ ان کی خاطر اس تحریک کی میعاد ۳۰ر جون تک بڑھائی جانے کا اعلان کیا گیا ہے ؛

اس میعاد سے زمیندار احباب کو بھی اس تحریک میں شریک ہو جانے کا اچھا موقع مل جائے گا۔ اگر وہ پورے طور سے سعی فرمائیں۔ تو اپنی فصل ربیع کی قسط کو ۳۰ر جون تک بخوبی ارسال کر سکتے ہیں۔ چونکہ میعاد اب بجائے ۳۱ر مئی ۱۹۲۵ء کے ۳۰ر جون ۱۹۲۵ء تک ہے۔ اس لئے جو فہرست میں ۳۱ر مئی کو شائع کرنے کو تھا۔ وہ اب ۳۱ر مئی کو شائع نہ ہو گی۔ بلکہ اب وہ فہرست انشاء اللہ ۳۰ر جون کے بعد شائع کی جائے گی۔

نیازمند

عبد المغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

اخبار احمدیہ

گیسٹ ہوس کے متعلق اعلان

جیسا کہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ر مئی ۱۹۲۵ء کے پرچہ سے احباب کو علم ہو گیا ہے۔ قادیان میں ایک گیسٹ ہوس کی تعمیر کی تجویز ہے۔ جس پر دس ہزار روپیہ خرچ آوے گا۔ ایک ایک ہزار کا حصہ اس کے سرمایہ کے لئے ضروری ہے۔ میرے اعلان کے بعد جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلےٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک ہزار روپیہ اس کام کے لئے دوں گا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء چوہدری صاحب موصوف نے اس کام کو اپنے حصہ سے شروع فرمایا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوسرے احباب بھی جن کو خدا تعالےٰ نے توفیق عطا فرما دے۔ وہ بقیہ حصوں کو پورا فرما دیں نو حصے رہ گئے ہیں۔ کام کا شروع کرنا صرف مشکل ہوتا ہے۔ باقی تکمیل خدا چاہے تو آسان ہے۔ میں منتظر ہوں احباب کی اطلاعات کا۔ والسلام ؛ سید محمد اسحٰق افسر لنگر خانہ

علماء کرام کے لیکچر لاہور میں

الحمد للہ کہ ماہ مئی کے دوسرے ہفتہ میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب نیر صاحب اور جناب حافظ روشن علی صاحب کے لیکچر لاہور میں ہوئے۔

حضرت مفتی صاحب ایبٹ آباد جاتے ہوئے ۱۴ر مئی کو صبح لاہور پہنچے۔ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ لاہور میں ان کا لیکچر ہوا۔ لیکچر بہت ہی پسند کیا گیا۔ اور جماعت کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ اور نماز جمعہ سے پہلے حافظ روشن علی صاحب تشریف لے آئے انہوں نے نہایت لطیف خطبہ اس امر پر بیان کیا۔ کہ شیاطین بھی بے کار نہیں ہوتے۔ بلکہ مومنوں کو جگاتے رہتے ہیں۔ اور جماعت مومنین کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں کئی مثالیں دے کر خوب سمجھایا ؛

اسی رات جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کا لیکچر اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں ہوا۔ بعد ازاں میجک لینٹرن سے افریقہ کے نظارے دکھائے گئے۔ لیکچر خدا کے فضل سے بہت مقبول ہوا۔ اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے جو اس جلسہ کے صدر تھے۔ نیر صاحب کے لیکچر کی بہت تعریف کی۔ اور ان کی خدمات اسلامی کا بہت اعتراف کیا ؛

اسلامیہ کالج کے طلباء کے علاوہ شہر کے اور معززین بھی لیکچر سننے آئے ہوئے تھے۔ والسلام ؛

خاکسار عبد المجید۔ ریلوے آڈیٹر۔ لاہور

گجرات میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر

۱۶ر مئی کو شام کے ساڑھے آٹھ بجے حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ٹاؤن ہال گجرات میں ہوا۔ جس میں آپ نے حالات امریکہ و یورپ جو کہ آپ کو تبلیغ اسلام میں معلوم ہوئے نہایت مؤثر پیرائے میں بیان فرمائے۔ حاضرین کی تعداد بہت تھی۔ ہر شخص احمدی و غیر احمدی کی زبان پہ ان کی تعریف ہے۔ خدا کرے۔ کہ بہت جلد احمدیت کا بول بالا ہو۔ آمین ؛ خاکسار عبد العزیز سکرٹری جماعت احمدیہ گجرات

راولپنڈی میں جناب مفتی صاحب کا لیکچر

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ۱۷ر مئی ۱۹۲۵ء کو راولپنڈی میں وارد ہوئے۔ اسی روز شام کو مفتی صاحب کا پبلک لیکچر امریکہ میں تبلیغ اسلام کے حالات پر کمپنی باغ میں ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہماری توقع سے بہت زیادہ تھی۔ لیکچر نہایت دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔ ہر زبان پر اس کا تعریفی چرچا سننے میں آیا ہے ؛

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ راول پنڈی۔

ارتداد سے توبہ

الحمد للہ ہمارے مبلغین کی مساعی علاقہ ارتداد میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ اور ملکانے ارتداد سے توبہ کر کے اسلام قبول کر رہے ہیں۔ چنانچہ حسب ذیل اطلاع حال میں موصول ہوئی ہے :-

چند ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ ہم کو آریوں نے لالچ وغیرہ دیکر اشدھ کر لیا تھا۔ اس عرصہ میں ہم نے آریوں کے دھرم کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ اس میں سوائے بے حیائی اور واہیات باتوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ مثلاً نیوگ وغیرہ جیسے مسائل۔ اسلام کی خوبیوں کا ہم کو اب اچھی طرح پتہ لگ گیا ہے لہذا ہم بلا کسی جبر و اکراہ کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہوتے ہیں ؛

موضع فتح پورہ:
۱۔ تلسی بمعہ اہل و عیال ۴ کس
۲۔ سانلیا بمعہ اہل و عیال ۶ کس
۳۔ دیوی رام

ساندھن:
۴۔ مصدی بمعہ اہل و عیال ۹ کس
۵۔ نتھوا بمعہ اہل و عیال ۷ کس

خاکسار نور احمد احمدی از ساندھن۔ ضلع آگرہ ؛

اعلان نکاح

آج مورخہ ۲۹ر مئی کو بعد از جمعہ ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے میری نیابت میں محمد اسحاق ولد امیر الدین احمدی محلہ خوجیاں گجرات کا نکاح اقبال [illegible] بیگم دختر بابو نظام الدین صاحب وزیر آبادی کے ساتھ ۵۰۰ روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالےٰ دین و دنیا کے لئے بابرکت کرے ؛

خاکسار امیر الدین احمدی محلہ خوجیاں گجرات پنجاب ؛

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۴ ؍ جون ۱۹۲۵ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھوالناصر

حج بیت اللہ اور فتنۂ حجاز

نمبر (۱)

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

چونکہ ان دنوں حج بیت اللہ کے جواز یا عدم جواز کا سوال پیش ہے۔ اور مختلف لوگ اس کے متعلق اپنی آراء شائع کر رہے ہیں۔ اور ہندوستان کے مسلمان سیاسی لیڈروں نے تو زور دے کر اس سال حج کے لئے جہاز روانہ کرائے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں احمدیہ جماعت کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنی رائے ظاہر کر دوں۔ تا ہماری جماعت کے لوگ بے فائدہ تکلیف اور دکھ سے بچ جائیں۔ اور تا جو اور لوگ مجھ پر حسن ظنی رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ ایک مخلصانہ مشورہ سے محروم نہ رہ جائیں۔

میں اپنے تمام دوستوں کو شروع مضمون میں ہی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس سال حج کرنا فتنہ کا موجب ہے۔ اور شریعت کے حکم کے ماتحت اس سال حج کے ارادہ میں التواء کرنا بہتر ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حج بہرصورت اور بہر حالت میں فرض نہیں ہے۔ بلکہ اسی وقت اور انہی پر فرض ہوتا ہے۔ جب اور جس شخص میں بعض شرائط پائی جاویں۔ اور انہی شرائط میں سے ایک امن کا وجود بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ حج اس پر فرض ہے۔ کہ جس میں وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ یعنی آمد و رفت کا کرایہ ہو۔ گھر والوں کا خرچ ہو۔ راستہ میں امن ہو۔ اس کی صحت اچھی ہو۔ اور سفر کی تکالیف کو برداشت کر سکتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور چونکہ اس سال مکہ مکرمہ کی راہ مخدوش ہے۔ اس لئے میرے نزدیک ہندوستان کے لوگوں کے لئے اور ان دیگر ممالک کے لوگوں کے لئے جن کو بحری سفر کے ذریعہ سے مکہ مکرمہ تک پہنچنا پڑتا ہے۔ اس سال حج ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ملتوی کرنا بہتر ہے۔ انسان غیب کے حالات کو نہیں جانتا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ کل کیا ہو۔ مگر فیصلہ موجودہ حالات پر لگایا جاتا ہے۔ اور وہ حاجیوں کے لئے مخدوش ہیں۔

میری رائے کی بنیاد مندرجہ ذیل امور پر ہے۔ ان دنوں امیر ابن سعود اور شریف علی والئے حجاز کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اور باوجود کوشش کے فریقین نے جنگ کو ملتوی کرنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے بالکل ممکن ہے۔ کہ حاجیوں کو لڑائی کے قدرتی نقصانات برداشت کرنے پڑیں۔ اور وہی مثل صادق آئے۔ کہ جوگی جوگی لڑیں اور کھپروں کا نقصان۔ دو جنگجو مسلح ایک دوسرے کو فنا کر دینے کا ارادہ کرنے والی قوموں کے درمیان ایک غیر مسلح بے بس جماعت کا آ جانا۔ جن خطرات کا موجب ہو سکتا ہے۔ ان کا قیاس کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ اور ان کی موجودگی میں حج کا ارادہ کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

موجودہ حالت حجاز کی یہ ہے۔ کہ امیر ابن سعود امیر نجد اس وقت مکہ مکرمہ پر قابض ہیں۔ شریف علی ملک الحجاز جدہ اور ساحل سمندر کے اکثر علاقہ پر قابض ہیں۔ امیر ابن سعود کی فوجوں نے جدہ کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ اور ان کی پوری کوشش اس امر میں خرچ ہو رہی ہے۔ کہ شریف علی کا تعلق عرب کی ان جنگجو قوموں سے نہ ہو۔ جو اندرون عرب میں بستی ہیں۔ تا کہ وہ اپنی فوجی طاقت کو بڑھا سکیں۔ شریف علی ایک قلیل فوج کے ساتھ جس کے افسر اکثر شامی لوگ ہیں۔ جو قدیم ٹرکی فوج کے بقیہ ہیں۔ اور انہوں نے ٹرکی کالجوں میں فنون حرب سیکھے ہوئے ہیں فوج کا ایک حصہ بھی شامی لوگوں پر مشتمل ہے۔ اور باقی حجازی قبائل کے لوگ ہیں۔ جدہ اور اس کے گرد و نواح میں اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ غلہ جو حجاز کو سمندر کی جانب سے آیا کرتا ہے۔ مکہ مکرمہ اور اس کے علاقہ میں نہ پہنچنے دیں۔ تا کہ امیر نجد تنگ آ کر محاصرہ اٹھا لیں۔ اور لوگوں میں بھی فاقوں کی وجہ سے امیر نجد کی حکومت کے خلاف بے اطمینانی پیدا ہو جائے اور وہ ان کو چھوڑ کر شریف علی سے مل جاویں۔ چونکہ حج کا مروجہ راستہ جدہ میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ اس لئے اس راستہ سے ہو کر حج کو جانا تو بالکل ناممکن ہے۔ مگر اس راستہ کے سوا کچھ اور راستے بھی ہیں۔ جن میں سے ایک رابغ ہے۔ جو مکہ مکرمہ کا قدیم بندرگاہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی بندر سے کچھ لوگ بیاہر کے ممالک کی طرف جاتے تھے۔ اور صحابۂ کرام ہجرت حبشہ کے وقت اسی بندر سے ابی سینیا یا بعض لوگوں کے نزدیک یمن کی طرف ہجرت کر کے گئے تھے۔ یہ بندر مکہ مکرمہ سے پانچ منزل پر واقع ہے۔ اور معمولی حالات میں مکہ سے رابغ تک انسان پانچ دن میں پہنچ جاتا ہے۔ رابغ اور دو اور بندر اس وقت امیر ابن سعود کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس وجہ سے تحریک کی جا رہی ہے۔ کہ حاجیوں کے جہاز اگر اس بندر پر جاویں۔ تو آسانی سے مکہ پہنچ سکتے ہیں۔ مگر اس خیال کے لوگوں کی نظروں سے چند امور پوشیدہ ہیں۔

۱۔ رابغ گو پرانا بندر ہے۔ لیکن بڑے جہازوں کے ٹھہرنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ وہاں عام طور پر بڑے جہاز نہیں ٹھہرتے اور خصوصاً چونکہ اب جدہ ہی مکہ کا بندر نہیں ہے۔ اس لئے وہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان کی منزلیں غیر آباد ہو چکی ہیں۔ پس نہ تو رابغ میں حاجیوں کے آرام کے لئے کافی جگہ مل سکتی ہے۔ اور نہ راستہ کی منزلوں میں ان کے ٹھہرنے کی کوئی مناسب صورت ہو سکتی ہے۔ مزید براں عرب میں سب سے اہم سوال کھانے پینے کا ہوتا ہے۔ اور پانچ منزلوں پر کافی ذخیرہ کھانے پینے کا مہیا کر دینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ امیر ابن سعود نے انتظام کا وعدہ کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ امیر ابن سعود جنگی آدمی ہیں۔ اور عرب کے باشندے ہیں۔ وہ انتظام کے جو معنے سمجھتے ہیں۔ وہ بالکل اور ہیں۔ ایک عرب سپاہی کھجور کی گٹھلیاں کھا کر یا درختوں کی چھال کھا کر کئی دن گذارہ کر لیتا ہے۔ اور پانی کا ایک گھونٹ اس کی تشنگی کے بجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ہندوستانی آدمیوں کے لئے گذارہ نہیں کہلا سکتیں۔ اور خصوصاً عورتوں بچوں کے لئے تو ایسے حالات میں یقینی تباہی ہے۔ وہ جو کچھ بھی انتظام کرینگے۔ اس میں ہندوستانی طریق رہائش کا لحاظ نہیں رکھا جا سکتا۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ ہوٹلوں اور اعلےٰ قہوہ خانوں کا انتظام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ انتظام تو پہلے بھی نہ تھا۔ میرا مطلب انتظام سے یہ ہے۔ کہ پینے کو پانی مل جائے۔ اور کھانے کو غلہ اور کافی اونٹ مل جاویں۔ جن پر لوگ سوار ہو کر مکہ پہنچ سکیں۔ میرا جہاں تک خیال ہے۔ امیر ابن سعود کے لئے باوجود اس کے کہ ان کی کامیابی اس سال کے حج کی کامیابی پر منحصر ہے۔ یہ انتظام بھی مشکل ہو گا۔

۲۔ دوسری دقت یہ ہے۔ کہ رابغ گو امیر ابن سعود کے قبضہ میں ہے۔ مگر اس کا راستہ ساحل کے کنارے کنارے مکہ کی طرف جاتا ہے۔ اور یہ علاقہ شریف علی کے قبضہ میں ہے۔ چونکہ جیسا میں بیان کر چکا ہوں۔ شریف علی کو حاجیوں کے مکہ پہنچنے میں سخت نقصان کا اندیشہ ہو اسلئے کبھی آسانی سے ان قافلوں کو گذرنے نہیں دینگے۔ اور علاوہ ازیں یہ۔ کہ اگر خود ممکن ہو کہ حاجیوں [illegible]

قافلوں پر دست درازی کریں۔ تو اردگرد کے قبائل کو اکسا کر ان سے حملہ کروادیں۔ اور حاجیوں کو مال اور جان سے ہاتھ دھونا پڑے ؛

۳۔ مگر سب سے اہم سوال رابغ تک پہنچنے کا ہے۔ قوانین دول کے مطابق ہر بادشاہ اپنے ساحل کے تین میل کے اندر سمندر کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اور کھلے سمندر میں بھی ہر بادشاہ کا جو دوسرے بادشاہ سے لڑائی کر رہا ہو حق ہے کہ اس کے ملک میں جانے والے غلہ اور ان اشیاء کو لوٹ لے۔ جو جنگ میں کام آتی ہیں۔ چونکہ شریف علی کے پاس جنگی بیڑا ہے۔ اور امیر ابن سعود کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے امیر ابن سعود تو حاجیوں کے جہازوں کی حفاظت نہیں کرسکتے۔ مگر شریف علی ہر اس جہاز کو جس کا منزل مقصود امیر ابن سعود کا علاقہ ہو۔ لوٹ سکتے ہیں۔ اور پکڑ سکتے ہیں۔ چونکہ شریف علی کی کامیابی کا انحصار ہی اس امر پر ہے۔ کہ امیر ابن سعود کو غلہ نہ پہنچے۔ اس لئے وہ پورا زور لگائیں گے۔ کہ حاجیوں کے جہاز جو کئی ہزار ٹن غلہ بھی لے جا رہے ہیں۔ منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ اور راستہ میں ہی پکڑ لئے جاویں۔ اس سے ایک تو امیر ابن سعود کو نقصان پہنچے گا۔ دوسرے غلہ کی ہتھیات کی وجہ سے شریف علی کی طاقت بڑھ جائے گی۔ پس اندریں حالات شریف علی حتی المقدور حاجیوں کو رابغ نہیں پہنچنے دینگے۔ اور راستہ میں ہی گرفتار کر کے جدہ لے جانے کی کوشش کریں گے اور یہ کام ان کے لئے بہت آسان ہے۔ اگر رابغ پر کھڑے ہوئے جہاز کو بھی وہ جنگی جہاز کے ذریعہ سے گرفتار کرنیکی کوشش کریں۔ تو امیر ابن سعود بوجہ جنگی بیڑا نہ رکھنے کے کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اس امر میں شریف علی بالکل قوانین دول کے دائرہ کے اندر کام کر رہے ہونگے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہ حاجیوں کے اتر جانے کے بعد جہاز پر قبضہ کرنیکی کوشش کریں۔ اگر ایسا ہوا تو حاجی خوراک سے بالکل محروم رہ جائیں گے ؛

شریف علی کو یہ بھی تقویت حاصل ہے۔ کہ بوجہ ان جھگڑوں کے کہ امیر ابن سعود اور شیخ سنوسی کا آپس میں کوئی سمجھوتہ ہوا ہے۔ اٹلی کا میلان ان کی طرف ہے۔ اور اٹلی کا علاقہ مسوا رابغ کے مقابلہ پر ہے۔ اور وہاں اٹلی کے ساحلی جہاز ملک کی حفاظت کے لئے رہتے ہیں۔ یہ جہاز بغیر اس امر کے ظاہر ہونے دینے کے کہ وہ شریف علی کی حمایت کر رہے ہیں۔ بحیرۂ احمر میں سے گذرنے والے ان جہازوں کی خبر رکھ سکتے ہیں۔ جو رابغ جا رہے ہوں۔ اور وقت پر شریف علی کو اطلاع دے سکتے ہیں۔ پہلے بھی کافی ذخیرہ سامان حرب کا حجازی حکومت کو دے چکا ہے۔ ان حالات میں حاجیوں کے جہازوں کی حالت بہت خطرہ میں ہوگی ؛

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ان حالات میں جہازوں کا پہنچنا ناممکن ہے۔ نہایت زبردست بیڑوں کی موجودگی اور تجربہ کار بحری کمانڈروں کی موجودگی میں بھی بعض جہاز دھوکا دے کر نکل جاتے ہیں۔ مگر خطرہ کا حصہ ایسے موقعوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور ایسے خطرہ میں اپنی جان کو ڈال کر حج کے لئے جانا شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس دفعہ کا حج سیاسی حج ہے۔ امیر ابن سعود کی تمام کوششیں حج کی تائید میں صرف اس لئے ہیں۔ کہ اگر اس سال حج نہ ہو۔ تو ڈیڑھ دو لاکھ من غلہ جو ان دنوں عرب میں پہنچ جاتا ہے۔ وہ نہیں پہنچیگا۔ اور اس سے ان کو بہت نقصان پہنچے گا۔ دوسرے وہ چونکہ بیرونی اسلامی دنیا سے بالکل بے تعلق ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمانوں سے ان کے تعلقات قائم ہو جائیں۔ تیسرے حج کی آمد پر اہل مکہ اور اردگرد کے قبائل کا سال بھر گذرتا ہے۔ اگر حج نہ ہو۔ تو ان لوگوں کی حالت پریشان ہو جائے گی۔ اور حکومت نجد پر ان کا بوجھ پڑے گا۔ اور اگر حکومت ان کا انتظام نہیں کرے گی۔ تو ملک میں ایسی بے چینی پیدا ہوگی۔ جس کا سنبھالنا حکومت کے لئے مشکل ہوگا۔ پس امیر ابن سعود اپنا سارا زور اس امر کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگ حج کے لئے آویں۔ تاکہ غلہ بھی مکہ میں پہنچ جائے۔ لوگوں کے گذارہ کا بھی سامان ہو جائے۔ اور عالم اسلام کی رائے کو بھی وہ اپنے حق میں کرلیں ؛

ہندوستان کے مسلم لیڈر بھی حج کی تائید محض سیاست کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ وہ شریف علی کے دشمن ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ترکوں کے خلاف جنگ کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ اگر اس سال حج نہ ہوا۔ تو شریف علی کی طاقت بہت بڑھ جائیگی۔ امیر ابن سعود کی نسبت یہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ ترکوں کے ساتھ ہیں وہ ایک زمانہ میں ترکوں کے سخت دشمن تھے۔ موجودہ زمانہ میں ان کا میلان ترکوں کی طرف اگر ہے۔ تو اس کی وجوہ محض سیاسی ہیں۔ دینی محبت اس کا باعث نہیں۔ مگر بہرحال چونکہ شریف کی طاقت کو توڑ رہے ہیں۔ اس لئے ہندوستان کے مسلمان ان کی تائید میں ہیں۔ گو وہ مذہباً ہندوستان کے رائج الوقت مذہب کے خلاف ہیں۔ یعنی حنفی مذہب کے سخت مخالف ہیں۔ اور اس خاندان کے درخشندہ گوہر ہیں۔ جن سے وہابیت نکلی ہے۔ پس ہندوستان کے لیڈروں کی تائید امیر ابن سعود کی محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ شریف علی کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ کہ لا بحب علی بل ببغض معاویہ پھر ایک دفعہ اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔ مگر خدا کرے۔ کہ اس ذاتی بغض و عناد کا شکار وہ غریب حاجی نہ ہوں۔ جو اپنی سادہ لوحی سے مؤیدین امیر ابن سعود کے مواعید و مواثیق پر یقین کر کے حج کے لئے روانہ ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ آئندہ واقعات ہی اس امر کو ظاہر کرینگے۔ جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ مگر موجودہ حالات پر قیاس کر کے یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ حاجیوں کی جانیں اور مال سخت خطرہ میں ہیں۔ گو دل سے یہی دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کردے۔ کہ وہ غریب لوگ جو اس کے جلال کے ظاہر کرنے والے گھر کی زیارت کی غرض سے اس خطرہ کے وقت میں گھروں سے نکلے ہیں۔ ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔ آمین ؛

میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے مضمون میں عرب کے موجودہ فتنہ کے متعلق سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی کچھ روشنی ڈالونگا۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

ودہواہ وواہ

دنیا جس طرح چارو ناچار اسلامی احکام کے آگے سر تسلیم خم کر رہی ہے اسکی بارہا مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ ابھی چند ہی دن ہوئے ہم نے ہندوؤں میں طلاق کے رواج کا ذکر کیا تھا۔ اور ثابت کیا تھا۔ کہ باوجود اس کے کہ ہندو دہرم میں طلاق کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اس پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان تو الگ رہے۔ جو اپنے پرانے دھرم کی قطع و برید میں بہت دلیر ہیں۔ سناتنی ہندو بھی انہیں کے نقش قدم پر چلکر اسلام کی صداقت ثابت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار ایشیا دہلی یہ تسلیم کرتا ہوا کہ "یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ ہندو شاستروں میں ودہواہ وواہ کی آگیا کہیں نہیں پائی جاتی"۔ کہتا ہے۔ "موجودہ وقت میں ودہواہ وواہ کی تحریک کی ضرورت درپیش ہے۔ اور اس کے بغیر ہندو قوم کی ہستی خطرہ میں ہے"۔ اور جو لوگ ابھی اس کے لئے تیار نہیں ان کی اس طرح تسلی کرنا چاہتا ہے۔ کہ "یہ درست ہے۔ کہ ودہواہ وواہ کی آگیا شاستروں میں نہیں ہے۔ مگر کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ شاستروں میں بال وواہ کی اجازت ہے۔ ... لیکن اس وقت دیکھنے میں کیا آتا ہے۔ تین تین ماہ کے بچے بچیوں کی شادیاں کردی جاتی ہیں۔ کیا یہ شاستروں کے خلاف نہیں ہے"۔ گویا جسطرح بال وواہ ہندو دھرم کے خلاف ہونے کے باوجود ہندوؤں میں مروج ہے۔ اسی طرح ودہواہ وواہ کیوں رائج نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ یہ دلیل کوئی ایسی وزنی نہیں ہے۔ لیکن ان ہندوؤں کے لئے جو پہلے ہی ہندو دھرم کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ودہواہ وواہ میں آسانی پیدا کرنیوالی ضرور ہے۔ جس پر عمل کرنا اسلام کی نمایاں فتح ہے۔ اسی مسئلہ کے متعلق مشہور سناتنی اخبار "پرتاپ" نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ یہ ہے:۔ "ہم خود نہیں چاہتے۔ کہ بال ودہواہ بواہ ہو...

کیا اسلام میں مُرتد کی سزا قتل ہے؟

نمبر ۳

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کے قلم سے)

جہاں ہمارا دل ان بہی خواہان اسلام کا نمونہ دیکھ کر خوش ہوتا۔ اور شکریہ کے ساتھ بھر جاتا ہے۔ جنہوں نے کابل کے وحشیانہ اور اسلام کو بدنام کرنے والے فعل سنگساری کے خلاف آواز اٹھائی وہاں ہمیں ایک اور تاریک مثال بھی نظر آتی ہے۔ ہاں سخت تاریکی اور ظلمت اور دخان سے بھری ہوئی مثال جس کو دیکھکر ایک ہمدرد اسلام کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک محب رسول کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ جب اسلام پر یہ مصیبت کا دن آیا ہوا تھا۔ کہ خود اس کی پیروی کا دم بھرنے والے نہیں نہیں بلکہ وہ جو اس کی حفاظت اور حمایت کے مدعی اور اسکی اشاعت اور ترقی کے ٹھیکہ دار تھے۔ خود وہ اسکو ایسی گھناؤنی اور مکروہ شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ کہ ہر ایک سمجھدار اور خیر خواہ اسلام عرق خجالت میں ڈوبا جا رہا تھا۔ اور اگر غیر ان حالات کی موجودگی میں اس کو کراہت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ تو وہ معذور تھے۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کے مہذب اور ترقی یافتہ گروہ میں سے ایک ذکی اور حقیقت اشیاء تک پہنچنے کی قابلیت رکھنے کا مدعی جو اس زمانہ کے علوم و فنون سے کافی آگاہی اور تاریخ عالم پر ایک وسیع نظر رکھتا تھا۔ جس کے لئے اس بات کا سمجھنا نہایت آسان تھا۔ کہ اسلام کی تعلیم کی روح اور مغز کیا ہے۔ وہ کیسے پیارے اور لطیف اصول پر مبنی ہے۔ اسکی تعلیم کیسی اعلیٰ اور اکمل ہے۔ اس کا پیارا اور دلفریب چہرہ کس طرح ہر ایک عیب اور نقص سے پاک اور کس طرح ہر ایک خوبی اور حسن کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس کے خط و خال کیسے دلکش اور اس کا قد و قامت کیسا دلربا ہے۔ جس کے لئے اس بات کا دیکھنا کوئی مشکل نہ تھا۔ کہ اسلام کی تعلیم عین فطرت انسانی کے مطابق اور ہر ایک افراط و تفریط سے منزہ ہے۔ جس کے لئے اس بات کا سمجھنا بھی دشوار نہ تھا۔ کہ وہ دین جو یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ ہر ایک ایسے شخص کو جو اس دین کا جوا اپنی گردن سے اتارنا چاہتا ہے۔ صرف اس لئے قتل کر دو۔ کہ وہ کیوں اس دین کو چھوڑتا ہے۔ ایک پر وحشت اور پر نفرت دین ہے۔ اور اس قابل نہیں۔ کہ اسے کسی عقلمند انسان کے سامنے پیش کیا جاوے اور یہ کہ ایسی وحشیانہ تعلیم قرآن شریف جیسی پاک کتاب اور خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین جیسے مطہر اور مقدس انسان کی طرف ایک طرفۃ العین کے لئے بھی منسوب نہیں ہو سکتی۔ جس سے ہم یہ امید رکھتے تھے۔ کہ وہ ان لوگوں کی صف اول میں کھڑا ہوگا۔ جو ریاست کابل کے اس فعل کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ اور جو اس بات کی قابلیت رکھتا تھا۔ کہ اسلام اور نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے اپنا قلم اٹھاتا اور ایسی وحشیانہ تعلیم سے ان کے دامن کو پاک کر کے دکھاتا۔ وہ اٹھا۔ مگر کس کے لئے؟ امیر کابل اور ریاست کابل کی حمایت کے لئے۔ جنہوں نے ایک بے گناہ انسان کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے اپنا قلم اٹھایا۔ مگر کس بات کے لئے۔ اس بہتان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے۔ جو اسلام اور نبی اسلام (فداہ ابی و امی) صلے اللہ علیہ وسلم پر لگایا جاتا تھا یعنی یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اسلام قبول کرنے کے بعد پھر اسلام ترک کرتا ہے۔ اس کو صرف اس لئے قتل کر دو۔ کہ وہ اسلام کو کیوں چھوڑتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاک انسان کو جو سراسر رحم اور کرم مجسم تھے۔ جن کے اخلاق تمام دنیا کے با اخلاق انسانوں سے بالاتر اور جن کی تعلیم تمام اہل عالم کی تعلیم سے ارفع تھی۔ ایسی وحشیانہ تعلیم کے اجراء کے ناپاک الزام سے بری ثابت کرتا۔ اس نے الٹا اس امر کے ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی۔ کہ کسی شخص کے ارتداد پر آپ کا غضب ایسا بھڑکتا تھا۔ کہ معمولی قتل کی سزا پر بھی آپ اکتفاء نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ جب تک کہ طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ اس کو آپ نہ مرواتے۔

اس نے یہ نہ سوچا۔ کہ میں امیر امان اللہ خان اور ریاست کابل کی بریت کے لئے کس پر حملہ کر رہا ہوں۔ کیا امیر امان اللہ کی عزت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل حمایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پر دھبہ لگ جائے۔ تو لگ جائے۔ مگر امیر امان اللہ خان کی عزت پر حرف نہ آئے۔ کیا ریاست کابل اسلام کی آسمانی بادشاہت کے مقابل میں زیادہ عزیز ہے۔ کہ اسلام کی بادشاہت بدنام ہوتی ہو۔ تو ہونے دو۔ مگر ریاست کابل کا بدنامی کے داغ سے پاک رہنا ضروری ہے۔ اگر قومیں اسلام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ تو دیکھیں۔ لیکن کابل کی ریاست غیر اقوام کی نظر میں ذلیل نہیں ہونی چاہیئے۔ ہائے افسوس۔ میں ایسے شخص کو کس سے تشبیہ دوں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ۱۲ شاگردوں میں سے یہودا دنیا میں بہت بدنام ہے۔ اس لئے کہ اس نے نفسانی اغراض کے لئے اپنے آقا اور استاذ سے غداری کی۔ لیکن یہاں جس آقا سے دنیاوی مصالح کی خاطر غداری کی گئی ہے۔ اس کی شان یہودا اسکریوطی کے استاذ سے کروڑوں درجہ بڑھکر ہے۔ پھر یہودا اسکریوطی تو اپنی غداری کے بعد سخت پچھتایا۔ یہاں تک کہ ایسی غداری کے بعد اس نے اپنے لئے جینا بھی پسند نہ کیا۔ اور خودکشی کے ذریعہ اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ لیکن مجھے امید نہیں۔ کہ جس نے امیر امان اللہ خان کی خاطر اور بعض مصالح دنیاوی کے لئے اپنے سب آقاؤں سے پیارے آقا کے ساتھ بیوفائی کی ہے۔ اس کو اپنی اس بیوفائی کا احساس بھی ہو۔

سنگدل ملاؤں پر تو چنداں افسوس نہ تھا۔ کہ انہوں نے نعمت اللہ خان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کے مارے بغلیں بجائیں۔ اور انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی فطرت کا اظہار کیا۔ لیکن ہمیں یہ خیال نہ تھا۔ کہ مولانا ظفر علی خان اس بارہ میں کسی مولوی صاحب سے پیچھے نہیں۔ بلکہ آگے ہی ہوں گے۔ اگر کسی نے مولانا صاحب کے اندرونہ کو دیکھنا ہو۔ تو ان کے مندرجہ ذیل الفاظ کے دریچہ میں سے جھانک کر دیکھ سکتا ہے۔ آپ نعمت اللہ خان اور دیگر احمدی شہداء کی طرف اشارہ کر کے اپنی فطرت شریفہ کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"اگر ایسے مفسدوں کے کاسۂ سر کی تواضع اسلام کا سپاہی ہاتھ چند پارہائے سنگ کے ساتھ کر دیتا ہے۔ تو کیا برا کیا ہے۔"

مسلمانوں میں ایک گروہ وہ ہے۔ جو شہیدان کابل پر ہمدردی کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور دربار کابل کی اس کارروائی کو نہایت افسوس اور رنج کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر دوسری طرف وہ ہیں جو ایسے بیہودہ الفاظ کے ساتھ ان صحیح اور قابل شرم واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم ان دونوں میں سے کس کو شریف سمجھیں۔ اور کس کو سفلہ اور وضیع۔

کابل کی سرزمین پر بے شک ایک بڑا ظلم کیا گیا۔ کہ خدا کے مقدسوں کا خون ناحق گرایا گیا۔ اور اس پر دوسرا ظلم یہ کیا گیا۔ کہ اپنے اس ناپاک کام کو اسلام کی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وصایا کی طرف منسوب کیا گیا۔

مگر میں کہتا ہوں۔ وہ خون جو مولوی ظفر علی خان صاحب کے قلم نے بہایا ہے۔ اور وہ ظلم جو مولوی صاحب نے اسلام پر کیا ہے وہ اس خون ریزی اور اس ظلم سے کسی طرح کم نہیں۔ جو کابل میں کیا گیا۔ بلکہ بعض پہلوؤں کے لحاظ سے اس سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ جو حملہ کابل کے ملاؤں یا جمعیۃ العلماء یا دیوبند اور لاہور وغیرہ کے مولوی صاحبان نے اسلام پر کیا ہے۔ اس سے اسلام کو وہ نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جو مولوی صاحب کے مضامین سے پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اول الذکر کی عقل و دانش کی گرفت اب لوگوں کے دلوں پر بہت ڈھیلی ہو چکی تھی۔ اور دشمنی دانا بہ از دوستِ نادان۔ کی مثال جیسی خوبی سے ان "بزرگوں" پر چسپاں ہوتی ہے۔ شاید اور کسی پر ایسی عمدگی سے چسپاں نہ ہوتی ہو۔ اس لئے اگرچہ مخالف ان کے فتاویٰ سے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر عقلمندوں کی نظر میں ان کے فتاویٰ کی پرکاہ سے زیادہ وقعت نہ تھی۔ لیکن جب "مولانا صاحب" جیسے نئی روشنی کے لیڈروں نے بھی ایسے علماء کرام کی تائید میں اپنا قلم اٹھایا۔ اور انشاء پردازی کا پورا زور خرچ کرتے ہوئے اور طریق استدلال کی تمام چالبازیوں اور باطل کو حق کر کے دکھانے والے تمام ہتھکنڈوں کو کام میں لاتے ہوئے اور مصر کے ساحروں کو بھی مات کر دینے والے کرتب دکھاتے ہوئے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ کابل میں جو احمدیوں کا خون بہایا گیا ہے۔ وہ عین اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔ کیونکہ احمدی مرتد ہیں۔ اور اسلام کا یہ مسلمہ اصول ہے۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ثابت شدہ فرمان ہے۔ کہ جو بھی دین اسلام کو چھوڑنے کا خیال کرے۔ اس کا سر تن سے جدا کر دو۔ تو ضرور تھا۔ کہ ایسے مضامین کا ایک زہریلا اثر لوگوں کے دلوں پر پڑتا اور دنیا کے دلوں میں یہ اعتراض جم جاتا کہ فی الواقعہ اسلام جبر و اکراہ کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ اب تو نئی روشنی کے لوگ بھی پرانی طرز کے ملاؤں کے ساتھ ہمنوا اور ہم آہنگ ہو کر اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ دین کے معاملہ میں اکراہ صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری اور فرض ہے۔ اور آخر واقعات نے سمجھدار طبقہ کے انسانوں کو بھی اس بات کا اعتراف کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ اسلام جبر و اکراہ کی تعلیم دیتا ہے۔ جو اب برملا کہہ رہے ہیں۔ کہ ضمیر کی آزادی ایک مغربی قوموں کا خود تراشیدہ خیال ہے۔ خدا کے قانون میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہ خیال ایک "فرنجیت" ہے۔ جسے مسلمانوں نے سادہ لوحی سے قبول کر لیا تھا۔ لیکن دراصل اسلام اس مسئلہ سے بالکل ناآشنا ہے:

چودہویں صدی کے مولوی

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اور جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کے سب سے زبردست مخالف سمجھتے اور اپنے علم پر سب سے زیادہ نازاں ہیں۔ لیکن آئے دن جس طرح انکی علمی پردہ دری ہوتی رہتی ہے۔ اس کا پتہ ذیل کے تازہ واقعات سے لگ سکتا ہے۔

یہ واقعات مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل نے لکھے ہیں۔ احباب انہیں پڑھ کر دیکھ لیں۔ کہ حق کی مخالفت کے باعث ان چودہویں صدی کے مولویوں کا علم کس طرح سلب ہو چکا ہے۔

پہلا واقعہ یہ ہے:-

۱۰ رمئی ۱۹۲۵ء کو ڈیرہ بابا نانک میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے دو مناظرے ہوئے۔ حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کرنے کے لیے جب انہوں نے "ید فن معی فی قبری" کو پیش کیا۔ تو استاذی المکرم جناب حافظ روشن علی صاحب کے اعتراضات سے تنگ آکر کہنے لگے "قبر" بمعنی "مقبرۃ" ہے اور ہر مصدر اپنے تمام مشتقات کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر "قبر" بمعنی "مقبرۃ" کے لئے لغت کا حوالہ طلب کیا گیا۔ تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ بالآخر کہا گیا۔ آپ حلف اٹھا کر کہدیں۔ مگر جواب نفی میں تھا۔

پھر ان کے خود ساختہ قاعدہ کا "کہ ہر مصدر اپنے تمام مشتقات کے معنوں میں آتا ہے" ثبوت بار بار طلب کیا گیا۔ مگر دوران مناظرہ میں کوئی جواب نہ دے سکے۔ البتہ آخری تقریر میں انہوں نے شافیہ کے یہ الفاظ پڑھ کر

"ویجئ المصدر من الثلاثی المجرد ایضاً علی مفعل کمقتل و مضرب و مشرب قیاساً مطرداً"

جناب سعدی کے اس قول کی تصدیق فرمائی ہے

تا مرد سخن نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔

ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے

"ثلاثی مجرد سے بھی مصدر مفعل کے وزن پر کلیۃً آتا ہے جیسے مقتل، مضرب، مشرب وغیرہ۔

مگر ناظرین خیال فرمائیں۔ ان الفاظ کا مندرجہ بالا مخترعہ قاعدہ سے کیا تعلق۔

جناب مولوی صاحب سے بہتیرا کہا گیا۔ کہ ان الفاظ کا ترجمہ کر دیں۔ مگر انہیں قطعاً جرأت نہ ہوئی۔

دوسرا واقعہ یہ ہے:-

۲۰ رمئی ۷ بجے صبح میں اور حضرت نیر جب قصور سے قادیان روانہ ہونے لگے۔ اور مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی جنہیں وہیں رہنا تھا۔ براہ تلطف ہمارے ساتھ سٹیشن تک تشریف لائے۔ تو حسن اتفاق سے جناب مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اسی گاڑی پر سوار ہوئے۔ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے فاضل راجیکی سے جناب نیر صاحب کے متعلق پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ یہ وہی ہیں۔ جنہوں نے افریقہ میں ہزارہا نفوس کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہے۔ اس پر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔ یونہی باتیں ہیں۔ یہ سن کر جناب نیر صاحب نے فرمایا۔ "المرء یقیس علی نفسہ" اس برجستہ جواب پر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب تو دم بخود رہ گئے۔ اور جناب مولوی ابراہیم صاحب کو بھی کوئی جواب نہ آیا۔ مگر انہوں نے اپنی مولویت جتانے اور اپنی علمیت بتانے کے لئے فرمایا۔ یہ تو فقرہ ہی غلط ہے۔ عربی زبان میں "قاس" کا صلہ "باء" آتا ہے "علی" کبھی آتا ہی نہیں۔ یہ سن کر جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کی جان میں جان آئی۔ اور انہوں نے بھی اس کی تائید کی۔ فاضل راجیکی نے فرمایا۔ "علی" بھی آتا ہے۔ اور تمام کتب علوم میں اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ مگر انہیں اپنی بات پر اصرار تھا۔ عاجز نے جھٹ ٹرنک سے لغت کی کتاب "منجد" نکالی اور "قاس واقتاس الشیئ بغیرہ و علی غیرہ" نکال کر سامنے رکھ دیا۔ جس پر ہر دو صاحبان شرمندہ ہوئے۔ مزید ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل کتب لغت ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تاج العروس جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ (۲) صحاح جوہری جلد ۱ صفحہ ۴۲۳

امید ہے۔ جناب مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ان واقعات کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کریں گے۔ اور اگر دیدہ و دانستہ انکار کرنا چاہیں۔ تو مہربانی کر کے با حلف انکار کریں گے:

بقول گوجرانوالہ کے اخبار ورا (۲۴ مئی) گوجرانوالہ میں اس مقدمہ کا بڑا چرچا ہے۔ کہ ایک مولوی صاحب نے تین عورتوں پر جو سبزی فروخت کرنے کا کام کرتی ہیں۔ ایک کدو کا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ آپ کدو خرید کر لائے۔ جو شاید اچھا نہ نکلا۔ اس پر آپ طیش میں آکر عورتوں کو صلواتیں سنانے لگے۔ انکی طرف سے بھی جب منہ توڑ جواب ملا۔ تو آپ عدالت میں دوڑے گئے۔ اور دعویٰ دائر کر آئے۔

پہلے ملا کی دوڑ مسجد تک مشہور تھی لیکن چودہویں صدی کے مولوی چونکہ مسجد سے کوئی تعلق پسند نہیں کرتے ہیں اس لئے اب یوں کہنا چاہیئے۔ ملا کی دوڑ کچہری تک۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی
بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم حاکم رائے رام سرن بوتی فروش سرائے کالا بذریعہ رام سرن مالک فرم مدعی۔

بنام خوجہ محکم الدین اسوڑہ محلہ سوجیال بھیرہ ضلع شاہ پور

دعویٰ ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۰

ہرگاہ مقدمہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مذکورہ بالا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور سمن تعمیل اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا۔ اب تاریخ پیشی ۹ ⁶/₂₅ مقرر ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہری کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکورہ بالا ۹ ⁶/₂₅ آئندہ تاریخ پیشی پر برائے جوابدہی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۸ مئی ۱۹۲۵ء بہ ثبت مہر عدالت ہذا و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی
بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم دونیچند سندر داس دکاندار سنی بنک مری بذریعہ سندر داس مالک و مینیجر فرم مذکور مدعی۔

بنام کالا ر خیر محمد پسران تمانہ کمہار ساکن کھیتی طاق تحصیل مری۔

دعویٰ ۔۔۔۔۔ ۱۔۔ ۱۴۰

ہرگاہ مدعا علیہم مقدمہ ہذا تعمیل سمن سے و حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہے ہیں۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتے اب تاریخ پیشی ۲۲ ⁶/₂₅ مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہری کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکورہ بالا ۲۲ ⁶/₂₅ آئندہ تاریخ پیشی پر اصالتاً یا وکالتاً برائے جوابدہی مقدمہ ہذا حاضر عدالت ہذا نہ ہونگے۔ تو ان کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۲۵ء بہ ثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہارات

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ
بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دیوی دتہ رام ولد رنگیلا رام ذات ریوڑی ساکنہ اسلام پور تحصیل شورکوٹ مدعی۔

بنام سوہانداخان مدعا علیہ۔

دعویٰ مالیتی برائے تمسک

اشتہار بنام سوہانداخان ولد سلطان خان ذات بلوچ ساکنہ چک ۵۷ شیہانہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان مدعا علیہ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۸ ⁶/₂₅ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۱۳ ⁵/₂₅

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ
بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

بخشی لال ولد گوپی رام ذات منگلانی ساکنہ شورکوٹ مدعی۔

بنام رمضان مدعا علیہ۔

دعویٰ ۔۔۔۔ 600

اشتہار بنام رمضان ولد یارا ذات قصائی ساکنہ شورکوٹ مدعا علیہ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۲ ⁶/₂₅ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۲۰ ⁵/₂₅

دستخط حاکم — مہر عدالت

ہندوستان کی خبریں

لکھنؤ ۲۴ مئی - ضلع بدایوں کے پانچ ہزار چار ہندو ڈوم ہندوؤں کے سلوک سے تنگ آکر مسلمان بننا چاہتے تھے - لیکن چند ہندو کارکنوں کے پہنچنے پر مقامی ہندوؤں نے ان سے بہتر سلوک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے - اور چمار اپنے ارادہ سے بدل گئے ہیں ۔

جو امیدوار امسال پنجاب یونیورسٹی کے ایم - اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں - ان میں ایک ہندو خاتون شریمتی پریموتی رائے بہادر گنج بہاری ٹھاپر کی دختر بھی ہے ۔ آپ نے تاریخ کا ایم اے کا امتحان پاس کیا ہے پنجاب میں یہ پہلی ہندو خاتون ہے جس نے یونیورسٹی سے ایم - اے کی ڈگری حاصل کی ہے ۔

بمبئی ۲۶ مئی - مسٹر باؤلا کے شوفر جسے پولیس نے مالابار ہل کے مقدمہ قتل کے بعد گرفتار کیا تھا - اور جو ابتداء میں سرکاری گواہ ہوگیا تھا لیکن بعد میں پھر پلٹ گیا تھا - شہادت نہ ملنے کی وجہ سے بری کر دیا گیا ۔

شملہ ۲۶ مئی - سرکاری طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا ہے - کہ سر بی - این شرما ممبر اگزیکٹو کونسل گورنمنٹ ہند کی میعاد میں اسر اکتوبر تک توسیع کر دی گئی ۔

دہلی ۲۸ مئی - اتوار کے دن دہلی کے ملکہ باغ میں مظاہرہ چرخہ کیا گیا - مولانا محمد علی بھی کاتنے والوں میں شریک تھے - مظاہرہ کے بعد اس جماعت نے سارے شہر کا چکر لگایا - چرخے ان کے کاندھوں پر اور قومی گیت انکی زبانوں پر تھے ۔

شملہ ۲۸ مئی - فیصلہ ہوا ہے - کہ اینگلو انڈین جماعت کا ایک سیاسی وفد جس میں کرنیل گڈنی مسٹر میک گورز در بہا کے نائندہ کی حیثیت سے (اپنے خرچ پر) اور مسٹر گرنتھ شامل ہونگے جلد ولائیت جائے گا - کہ اپنی قوم اور جن لوگوں نے ہندوستان کو وطن بنا لیا ہے - ان کے مطالبات حکومت برطانیہ کے روبرو پیش کرے ۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں اول نمبر پر جو لڑکا رہا ہے - اس کا نام ہردیال ہے - اور وہ دیانند ہائی سکول لاہور میں پڑھتا تھا - اس نے ۷۶۸ نمبر حاصل کئے - جو آج تک پنجاب یونیورسٹی میں کسی نے حاصل نہیں کئے ۔

شاہ عالمی دروازہ کے باہر چند سال ہوئے مسلمانوں نے جو مسجد کمیٹی کی زمین پر بزور بنا لی تھی - اور جسے میونسپلٹی نے فوج کی طاقت سے گرا دیا تھا اب اسکا معاملہ طے ہوگیا ہے - کمیٹی کی جو زمین مسجد کیلئے استعمال کر لی گئی تھی جسکا رقبہ ایک مرلہ کے قریب ہے میونسپلٹی نے اسکے لئے ۱۸۵۰ روپیہ طلب کیا ہے - کہا جاتا ہے کہ انجمن اسلامیہ پنجاب نے زر مطلوبہ دیکر قبضہ لے لیا ہے ۔

پونا میں مسٹر این سی کیلکر نے شیواجی کی ایک تصویر کی نقاب کشائی کی - یہ تصویر بلدیہ پونا کیلئے تیار کی گئی ہے ۔

خبر ہے - چودھری نذیر احمد خان صاحب وکیل جے پور ۱۵ مئی کی صبح کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے - فتنہ ارتداد کے ایام میں انہوں نے ملکانوں کو بچانے کے لئے بہت کوشش کی - اور احمدی مبلغین کی کوششوں کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔

اخبار مسلم آؤٹ لک لکھتا ہے - کہ مہاراجہ اندور کو ۵ برس کی مدت کے لئے یورپ کو جلاوطن کرکے بھیجدیا جائیگا اسکے بعد وہ اپنی رضامندی سے تخت سے دستبردار ہو جائیگا اور اس کا بیٹا جسکی عمر اجکل ۱۶ سال کی ہے - اور جو اس وقت ۲۱ برس کا ہوگا - تخت پر بٹھایا جائیگا ۔

کلکتہ ۲۹ مئی - حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے - کہ جمعہ کے دن ½ ۱۲ سے لیکر ۲ بجے تک عدالت ہائے خاص اور فوجداری مقدمات کی عدالتیں بند رہا کرینگی - تاکہ مسلمان نماز جمعہ ادا کر لیں ۔

پونہ ۲۸ مئی - کل ایک مندر میں دو مورتیاں ٹوٹی ہوئی پائی گئیں - پولیس تحقیقات کر رہی ہے ۔

بمبئی ۲۸ مئی - ایوننگ نیوز آف انڈیا کا ایک خاص تار جو اسے لنڈن سے موصول ہوا ہے - مظہر ہے - کہ اصولاً یہ طے ہوگیا ہے - کہ لارڈ ریڈنگ کی میعاد میں توسیع کیجائے - لیکن شملہ کے سرکاری اعلان نے اسکی تردید کر دی ہے ۔

ناگپور ۲۸ مئی - معلوم ہوا ہے - کہ گورنمنٹ نے اپنا وہ سرکلر واپس لے لیا ہے - جس میں سرکاری افسروں کو تحریک موالات کے مقابلہ کے لئے سیاسیات میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی تھی ۔

چکوال میں ۲۶ مئی کو ایک ہندو ساہوکار لالہ دلو دیداس ملہوترہ کو بذریعہ بم ہلاک کر دیا گیا ہے - یہ حادثہ شہر کے آباد مرکز میں ہوا - پولیس مصروف تحقیقات ہے ۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۷ مئی - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ مسیو لوشر جو ٹسکی اعلےٰ اقتصادی کونسل کے ممبر اور عام رعائتوں کی کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں ۔

ہمعصر "پائونیر" رقمطراز ہے - کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ دولت افغانستان اس امر کی سخت کوشش کر رہی ہے کہ امسال بغاوت خوست کا اعادہ نہ ہونے پائے - پانچ ہزار کے قریب سامان حرب سے بھرے ہوئے صندوق کراچی اترے ہیں جو براہ پشاور کابل جائینگے ۔

سرحد سے آئے ہوئے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسی طیارے معہ روسی مستریوں اور ہوا بازوں کے کابل آئے ہیں ۔

لنڈن ۲۶ مئی - دار العوام میں بیان کیا گیا - کہ ہندوستان و مصر کے درمیان ہوائی ڈاک جاری کرنے کا مسئلہ زیر غور ہے اور امید ہے - کہ اس معاملہ میں جلد کوئی بیان دیا جا سکیگا ۔

لنڈن ۲۷ مئی - مہاراجہ کپور تھلہ نے سیوائے ہوٹل میں ایک شاندار ضیافت لنچ دی جس میں لارڈ و لیڈی ریڈنگ ارل آف کاڈنس ونٹرٹن وائسکاؤنٹ اور وائیکاؤنٹس ارسلے سر جارج اور لیڈی لائڈ مسٹر الفریڈ و لیڈی مانڈ و دیگر معزز و ممتاز انگریز و ہندوستانی صاحبان شریک تھے ۔

رائج الوقت سکہ کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے حکومت اطالیہ نے ...۸۵۰ پونڈ کے بنک نوٹ جلا دئے - یہ نظارہ اکثر وزراء کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوا ۔

پیرس ۲۶ مئی - شاہ پسند اخبار ایکشن فرینکائی کے خازن برجو کو زمین دوز راستہ میں گولی سے قتل کر دیا گیا - دیر کے بعد ایک میم پولیس کے پاس خود آئی - اور کہا کہ میں قاتلہ ہوں مجھے اخبار کے ڈائرکٹروں سے کد تھی - لہذا میں نے ان کے خازن کے گولی مار دی ۔

صوفیہ میں تین ملزموں کو جو گذشتہ حادثہ گرجا کی سازش میں شریک تھے پھانسی دینے کا منظر نہایت دہشتناک تھا - پھانسی کے مقام کی خبر کسی کو نہ دیگئی تھی - مگر جونہی عوام الناس کو اسکا پتہ لگا ۲۰۰۰۰ آدمی فوراً جمع ہوگئے - جلاد جن کی شکلیں نہایت بدنما تھیں - اور ننگے پاؤں تھے - پانچ پانچ پونڈ دیکر مقرر کیا گیا - جلاد باری باری ملزموں کو اٹھا کر لے آئے - اور ایک میز پر لا کر کھڑا کر دیا - بعدہٗ ان کے چہروں پر سیاہ کپڑا ڈالا گیا - اور انکے گلوں میں ایک رسی ڈالکر میز کو نیچے سے ہٹا دیا گیا - پھر جلادوں نے انکا کام تمام کرنے کیلئے ان کے جسم کو دو دو گز زور سے جھٹکے دئیے ۔

بمبئی ۲۸ مئی - ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی نے آج ڈربی کے نتائج پہنچانے میں کمال سرعت سے کام لیا - ادہر کامیاب گھوڑے لنڈن میں مقررہ حد سے گذرے - کہ ادہر بمبئی میں ریوٹر کے نمائندہ کو ۳۰ سیکنڈ کے بعد معلوم ہوگیا - گویا گھوڑے تھمے نہ تھے - کہ نتیجہ بمبئی پہنچ گیا - دیگر مقامات پر پیغام بھیجنے میں حسب ذیل وقت صرف ہوا ۔

ولنگٹن - سڈنی - اور ملبورن ۱۹ سیکنڈ (½ ۱) ایڈی مینڈ - ہانگ کانگ ایک منٹ بمبئی اور ڈربن ۴۳ سیکنڈ (½ ۱ منٹ) اسکندریہ کیپ ٹاؤن ½ ۱ منٹ ۔